OPEN ACCESS
AL-EHSAN
ISSN: 2410-1834
www.alehsan.gcuf.edu.pk
PP: 92-109

بابا فرید الدین گنج شکر کے تفسیری نکات

Baba Fareed Ganj Shakar and His Proficient Exegetical Points

Dr Ali Akbar Al-azhari

Associate Professor, Department of Arabic & Islamic Studies, Garrison University, Lahore

Muhammad Iqbal (Chishti)

Ph.D Scholar, The Minhaj University, Lahore

Abstract

Our great spiritual master, the exalted Baba Fareed Ganj Shakr spread light of guidance and eliminated the darkness of ignorance that had blinded the non-believing masses of his time. Besides being a spiritual guide and mentor of immense stature, and an eminent master of Hadith sciences, he served the cause of Din Islam as an effective exegete of the Quran. He tenaciously followed his predecessors and enjoyed equally enviable compatibility by his follower exegetes. His exegetic expositions are considered standards wherever the followers do need some authority. In addition, his services towards preaching Islam and widening the Chishtia school of thought, especially in Punjab are unmatched and historic.

Keywords: Baba Farid, Commentary, Peace, Quran, Knowledge

شیخ الاسلام حضرت فرید الدین گنج شکر، ہدایت کے وہ سرچشمہ ہیں، جنہوں نے اپنے علم و عمل کے ذریعے کفر کے اندھیروں میں نورِ الٰہی کا اُجالا اور بت کدہ ہند میں توحید ربانی کا بول بالا کیا۔ جہاں آپ نے ظلمت و جہالت میں ڈوبے ہوئے انسانوں کو اپنی مخلصانہ جد وجہد سے صراطِ مستقیم پر گامزن کیا وہاں تشنگانِ علم و معرفت کو علمی اور روحانی فیض سے بھی سیر اب کیا۔ یہ آپ کی

لوجہ اللہ جدوجہد ہی کا فیضان ہے کہ بت کدہ ہندبرصغیر کے لاکھوں انسانوں کے سینوں میں توحید و رسالت کی شمع روشن ہوگئی اور وہ ایمان کی اَبدی سعاتوں سے بہرہ ور ہوگئے۔

حضرت فرید الدین شکر گنج کا تعارف اور علمی تبحر

حضرت بابا فرید الدین شکر گنج کی شخصیت کسی تعارف کی محتاج نہیں، آپ کا اسم گرامی 'مسعود' اور لقب فرید الدین تھا، 'گنج شکر' کے نام سے مشہور ہوئے۔[۱] آپ کی پیدائش قصبہ کہتی وال (کہوتوال) ضلع ملتان میں ہوئی۔ آپ علیہ الرحمہ کا پدری شجرہ نسب سیدنا عمر فاروق اعظمؓ سے ملتا ہے۔[۲] آپ کی ولادت ۵۶۹ھ ،(ایک اور روایت کے مطابق ۵۷۱ھ) میں ہوئی اور آپ کا وصال ۶۶۴ھ میں ہوا۔[۳]

اس بات میں کوئی شک و شبہ نہیں کہ حضرت بابا فرید الدین گنج شکر اپنے زمانہ کے مایہ ناز عالم، محدّث، مفسّر قرآن اور فقیہ تھے۔ یہی وجہ ہے کہ آپ علیہ الرحمہ کا کلام اللہ تعالی کے علم لامتناہی سے فیض یافتہ ہے جس کی عبارات، اشارات، رموز و اَسرار کا کماحقہ احاطہ ناممکن ہے۔ آپ علیہ الرحمہ کے علمی تبحر کا اندازہ اس بات سے بھی لگایا جاسکتا ہے کہ آپ اپنی مجلس میں درس و تدریس کے دوران بیک وقت عربی، فارسی اور پنجابی میں کلام فرماتے۔

علامہ محمد بن مبارک کرمانی حسینی اپنی شہرہ آفاق کتاب 'سیر الاَولیاء' میں حضرت بابا فرید الدین کی علمی قدر و منزلت کے متعلق لکھتے ہیں کہ:

> ''إن الشيخ نظام الدين قرأ عليه ستة أجزاء من القرآن الكريم، وشطرًا من العوارف، وكتاب التمهيد للشيخ أبي شكور السالمي'' (4)

> ''حضرت خواجہ نظام الدین اَولیاء محبوب الٰہی نے آپ سے قرآنِ کریم کے چھ پاروں کی تفسیر پڑھی اور (شیخ شہاب الدین سہروردی) کی مشہور کتاب 'عوارف المعارف' کا کچھ حصہ پڑھا، اور امام ابو شکور السالمی کی کتاب 'التمہید فی بیان التوحید' کو درسًا پڑھا۔''

علامہ عبد الحہ بن فخر الدین حسینی اپنی کتاب 'نزھۃ الخواطر وبھجۃ المسامع والنواظر' میں حضرت بابا فرید الدین کی علمی رِفعت کو خراجِ تحسین پیش کرتے ہیں:

> ''إن فريد الدين كنج شكر قد كتبَ تعليقاتٍ نفيسةً على عوارف المعارف''(5)

”حضرت بابا فرید الدین گنج شکر نے (امام سہروری کی کتاب) 'عوارف المعارف' پر (کئی) عمدہ تعلیقات (حاشیہ جات) لکھے۔“

بابا فرید الدین گنج شکر کے علمی عُمق کے متعلق صاحب سیر الاولیاء مزید بیان کرتے ہیں کہ شیخ بدر الدین اسحاق دہلی کے رہنے والے تھے۔ ان کا شمار علم و فضل کے اعتبار سے وہاں کے علمائے کرام میں سب سے زیادہ دانش مند اور ذہین لوگوں میں ہوتا تھا۔ ان کو بعض ایسے گنجلک مسائل درپیش تھے جنہیں وہاں کے رہنے والے بڑے بڑے علماء بھی حل نہ کرسکے۔ ان کے ایک دوست نے انہیں بتایا کہ آپ اجودھن میں حضرت بابا فرید الدین کی خدمت میں حاضر ہوں۔ شیخ بدر الدین حضور بابا فرید الدین کی خدمت میں حاضر ہوئے اور دیکھا کہ ایک فقیر ہے، جس کا سینہ مصفّٰی اور تقریر دل کشا تھی۔ جو اپنی روشن ضمیری کے باعث آنے والے حالات کو بیان کرتا ہے اور اپنی قوت بیانی اور طاقت روحانی سے دلوں کو جیت لیتا ہے۔ شیخ بدر الدین کو جو مسائل درپیش تھے حضرت بابا فرید الدین نے وہ مسائل علمی مجالس اور تقاریر کے ذریعے حل کر دیئے۔ یہ دیکھ کر مولانا ششدر رہ گئے۔ انہوں نے دل ہی میں دیکھا کہ چادر اوڑھے یہ سادہ بزرگ اپنے پاس ظاہراً کوئی کتاب نہیں رکھتے مگر علم لدنی سے ایسے مالا مال ہیں کہ چشمِ زدن میں تمام مسائل حل کر دیتے ہیں۔ بلاشبہ آپ کا علم محض کسبی نہیں بلکہ وہبی بھی ہے۔ اس کے بعد شیخ بدر الدین یہ کہنے پر مجبور ہوگئے کہ میں جن مسائل کے حل کے لیے بخارا جانے کا سوچ رہا تھا اس سے سو گنا زیادہ تشفّی مجھے یہیں سے حاصل ہوگئی ہے۔ انہوں نے بخارا جانے کا ارادہ ترک کر لیا اور سلسلہ چشتیہ میں داخل ہو کر حضور بابا صاحب کے ہی ہو کر رہ گئے۔ (۶)

حضرت بابا فرید الدین کی عربی زبان وادب میں مہارت

شیخ الاسلام حضرت بابا فرید الدین گنج شکر نے شریعتِ اسلامیہ کے تمام علوم وفنون بڑی جدوجہد سے حاصل کئے۔ انہیں ظاہری و باطنی علوم پر مکمل دسترس حاصل تھی۔ آپ کے علمی مقام و مرتبہ کے سبب مختلف اَطراف و اَکناف سے لوگ آپ کی مجلس میں شرکت کرتے اور آپ کے بیان کردہ علمی نکات سے مبہوت ہو جاتے۔

صوفیائے کرام، خواہ ان کا تعلق کسی بھی ملک اور کسی بھی عہد سے تھا، سب کے سب شریعت کے عالم اور قرآن وسنت کے مطابق اپنی زندگی بسر کرنے والے تھے۔ اسلامی تصوف میں جن چند کتب کو بنیادی اور اصولی حیثیت حاصل ہے ان میں سے ایک شیخ شہاب الدین سہروری

کی ’عوارف المعارف‘ ہے۔ حضرت خواجہ نظام الدین اَولیاء محبوب الٰہی جو حضرت گنج شکر کے خلیفہ اور جانشین بنے ایک بلند پایہ عالم، محدث اور فقیہہ بھی تھے۔ آپ کو تمام ظاہری علوم پر دسترس حاصل تھی۔ آپ اپنے ملفوظات میں فرماتے ہیں کہ:

”مجھے مقامات حریری کے چالیس مقامات، مشارق الانوار اور چند دیگر کتب حفظ تھیں۔(۷) پھر فرمایا کہ میں نے شیخ شہاب الدین سہروری کی کتاب ’عوارف المعارف‘ کے پانچ ابواب حضور شیخ الاسلام فرید الدین مسعود گنج شکر سے پڑھے۔ نیز آپ فرماتے ہیں کہ شیخ الاسلام بابا فرید الدین گنج شکر نے عوارف المعارف کے جس طرح نکات بیان فرمائے، وہ نکات کسی دوسرے سے بیان نہیں ہوسکیں گے۔ شیخ الاسلام بابا فرید الدین کا طرز تدریس ایسا تھا کہ ’عوارف المعارف‘ کے نکات بیان فرماتے وقت بعض لوگوں پر ایسا ذوق اور وجد طاری ہوتا اور وہ خواہش کرتے کہ اسی وقت ہماری روح بدن سے جدا ہو جائے“۔(۸)

یہی وجہ ہے حضرت بابا فرید الدین گنج شکر کی تعلیماتِ اسلامیہ سے لوگوں کے دل منور ہو جاتے اور اُن کو سوائے اللہ تعالیٰ اور رسول اللہ a کی یاد کے کچھ باقی نہ رہتا۔ یہ کہنا بھی درست ہو گا کہ جب آپ وعظ و تدریس فرماتے آپ کے نکات اور ملفوظاتِ عالیہ سے سامعین کے دل مسحور ہو جاتے۔ گویا آپ کے اندازِ بیان سے اُس حدیثِ مبارکہ کی عکاسی ہوتی ہے (یا اظہار ہوتا ہے) جس میں حضور نبی اکرم ﷺ نے فرمایا:

”إِنَّ مِنْ الْبَيَانِ لَسِحْرًا، أَوْ إِنَّ بَعْضَ الْبَيَانِ لَسِحْرٌ“(۹)

”بعض بیان مسحور کن ہوتے ہیں، یا بعض بیان جادو اثر ہوتے ہیں۔“

حضرت خواجہ نظام الدین محبوبِ الٰہی فرماتے ہیں کہ شیخ بدر الدین اسحاق کو ایک علمی بات میں شبہ لاحق ہو گیا۔ ہم دونوں اس علمی شبہ کو دور کرنے کے لیے شیخ الاِسلام حضرت بابا فرید الدین گنج شکر کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کیا ہمیں معلوم نہیں کہ شریعت میں ’زِرَّکَ‘ کا لفظ ہے یا ’سِرَّکَ‘ کا۔ آپ علیہ الرحمہ نے اس کی صراحت مثال کے ساتھ دیتے ہوئی بیان فرمائی کہ:

”أُسْتُرْ سِرَّكَ مِنْ زِرِّكَ“(۱۰)

”اپنے راز کو اپنے گریبان کی گھنڈی سے بھی بچاؤ (یعنی اس کو کسی سے بھی مت کہو)۔“

اس واقعہ سے بھی شیخ الاسلام بابا فرید الدین مسعود گنج شکر کے علمی تبحر کا بخوبی اندازہ ہوتا ہے کہ آپ نے اپنے روزمرہ کے استعمال میں فی البدیع عربی زبان وادب کا استعمال فرما کر اَلفاظ کی توضیح و تشریح کس طرح فرمائی۔

ایک اور مقام پر حضرت خواجہ نظام الدین اَولیاء سے منقول ہے، آپ فرماتے ہیں کہ حضرت گنج شکر علیہ الرحمہ نے جس روز مجھے خلافت اور سندِ فراغت عطا فرمائی اس کے بعد فرمایا:

''أسعدك الله في الدارين، ورزقك علما نافعا وعملا مقبولا''.(11)

''اللہ تعالیٰ تجھے دونوں جہانوں کی سعادتوں سے نوازے اور تجھے علمِ نافع اور عملِ صالح سے سرفراز فرمائے۔''

اس دعا پر بھی غور کرنے کے ساتھ واضح ہوجاتا ہے کہ کس طرح حضرت بابا فرید الدین علیہ الرحمہ وسیع المطالعہ تھے اور آپ روزمرہ کی گفتگو کے دوران بھی دعائیہ کلمات میں اَحادیث نبویہ سے استنباط واستشہاد فرماتے تھے۔

بابا فرید الدین گنج شکر کے یہ دعائیہ کلمات اُس حدیثِ نبوی کی عکاسی کرتے ہیں جو امام ابن ماجہ، امام نسائی، امام ابن ابی شیبہ اور دیگر کئی محدثین نے سیدہ امّ سلمہؓ سے نقل کی ہے کہ رسول اللہ a جب صبح کی نماز ادا فرماتے، سلام پھیرنے کے بعد آپ ﷺ یہ دعا پڑھتے:

''اَللّٰهُمَّ إِنِّي أَسْأَلُكَ عِلْمًا نَافِعًا وَرِزْقًا طَيِّبًا وَعَمَلًا مُتَقَبَّلًا''(12)

''یااللہ! میں تیری بارگاہ سے علمِ نافع، پاکیزہ رزق اور مقبول عمل کا سوال کرتا ہوں۔''

اس حدیث کے الفاظ سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ حضور بابا فرید الدین گنج شکر اپنی روزمرہ کی گفتگو میں بھی احادیث نبویہ سے استدلال فرماتے تھے اور دورانِ گفتگو انہیں استعمال فرماتے۔

ایک اور مقام پر حضرت بابا فرید الدین گنج شکر علیہ الرحمہ نے حضرت نظام الدین اولیاء محبوب الٰہی سے استفسار فرمایا کہ کیا تمہیں یہ دعا زبانی یاد ہے؟ تو حضرت محبوبِ الٰہی نے نفی میں جواب دیا، تو آپ علیہ الرحمہ نے فرمایا کہ اس دعا کو یاد کرو، وہ دعا یہ ہے:

''يا دائم الفضل على البرية، يا باسط اليدين بالعطية، ويا صاحب المواهب السنية، ويا دافع البلاء والبلية، صلِّ على محمد وآله البررة النقيّة، واغفر لنا بالعشاء والعشية، ربنا توفّنا مسلمين، وألحقنا بالصالحين، صلِّ على جميع الأنبياء

والمرسلین، وعلی الملائکة المقربین، وسلِّم تسلیما کثیرا کثیرا ''(۱۳)

اس دعا کے الفاظ سے حضرت بابا فرید الدین علیہ الرحمہ کی عربی میں مہارت تامہ کا اندازہ لگایا جاسکتا ہے کہ آپ نے کس طرح یہاں الفاظ کا چناؤ کیا اور اس دعا میں کس طرح عربی کے مقفع و مسجّع الفاظ کا استعمال فرمایا ہے۔ بلاشبہ یہ دعا اُن اَحادیث نبویہ کی ترجمانی کرتی ہے جس میں حضور ﷺ نے اللہ تعالی کی بارگاہ میں مختلف الفاظ کے ساتھ دعا فرمائی ہے جو کہ اہلِ علم سے مخفی نہیں ہے۔

حضرت بابا فرید الدین گنج شکر نے جب حضرت خواجہ نظام الدین اَولیاء کو حصولِ علم کے بعد سندِ فراغت عطا فرمائی تو آپ نے امام ابو شکور سالمی جو کہ فقہ اور اصول فقہ کے امام ہیں، ان کی کتاب ''التمھید في بیان التوحید'' جو کہ عقیدہ کے باب میں عمدہ ترین کتاب ہے اور اہل علم کے ہاں مقبول و متداول ہے، کا بالخصوص ذکر کیا اور سراہتے ہوئے فرمایا:

''نعم الکتاب في هذا الفنِّ، ''تمهید المهتدی'' لأبي شکور، برّد الله مَضْجَعَهُ''(۱۴)

''تمہید المہتدی اصول عقائد کے فن میں ابو شکور السالمی، اللہ تعالی ان کی قبر کو ٹھنڈا کرے، کی یہ عمدہ ترین کتاب ہے۔''

یہ عربی عبارت کی محض ایک سطر در حقیقت حضور بابا فرید الدین گنج شکر کے عطا کردہ اُس خلافت نامہ اور اجازت نامہ سے ماخوذ ہے جو حضور بابا فرید الدین علیہ الرحمہ نے حضرت خواجہ نظام الدین اَولیا محبوب الٰہی کو بطور سندِ فراغت لکھ کر عطا فرمائی تھی۔

علماء و متکلمین جانتے ہیں کہ امام ابو شکور السالمی (متوفّٰی ۴۶۰ھ) کی کتاب ''التمهید في بیان التوحید'' اصول عقیدہ توحید پر مفصّل کتاب ہے جس کا درس حضور زہد الانبیاء بابا فرید الدین نے اپنے خلیفہ حضرت نظام الدین اَولیاء کو دیا۔ اس بات سے بھی بخوبی اندازہ ہوتا ہے کہ حضور بابا فرید الدین علیہ الرحمہ کو علمِ تفسیر، علم حدیث، علم فقہ، علم کلام، علوم بلاغت و دیگر علوم وفنون پر دسترس اور مہارت تامہ حاصل تھی۔

اگر ہم مکمل اجازت نامہ کا مطالعہ کریں جو حضرت گنج شکر نے حضرت نظام الدین اولیاء محبوب الٰہی کو خلافت اور سندِ فراغت کے طور پر لکھ کر عطا فرمایا تو اس میں بھی بابا فرید الدین گنج شکر

کی عربی ادب سے والہانہ محبت اور بطور ماہر علوم عربیہ واضح طور پر جھلکتی نظر آتی ہے۔ اس لیے کہ تمام عربی اور اسلامی علوم کا اَصل مرجع اور مصدر ہی عربی زبان ہے۔

بابا فرید الدین گنج شکر کے تفسیری نکات

حضرت فرید الدین گنج شکر نے عربی و اسلامی علوم و فنون میں مہارت تامہ حاصل کرنے کے بعد سر زمین پنجاب میں تبلیغ واشاعت اسلام کا سلسلہ شروع فرمایا۔ دین اسلام کی تبلیغ کے ساتھ سلسلہ چشتیہ کی ترویج کے لیے بابا فرید الدین گنج شکر کو کافی مشکلات کا سامنا کرنا پڑا۔ لیکن آپ علیہ الرحمہ اپنے قول و فعل میں سنتِ مصطفی ﷺ پر قائم رہے اور دینِ حق کی تبلیغ واشاعت میں آپ علیہ الرحمہ نے حضور نبی اکرم ﷺ کے اسوہ حسنہ پر عمل کیا۔

ا۔ دو آیات سے خاص و عام کے متعلق تفسیری نکات

حضور بابا فرید الدین گنج شکر اپنے مرحلہ تدریس کے دوران قرآن وسنت کی روشنی میں گفتگو فرماتے تھے۔ حضرت محبوب الٰہی فرماتے ہیں کہ شیخ الاسلام بابا فرید الدین نے فرمایا: کہ فقیر صابر، شاکر اور مالدار پر فضیلت رکھتا ہے کیونکہ غنی شاکر سے وعدہ کیا گیا ہے کہ:

﴿لَئِنْ شَكَرْتُمْ لَأَزِيدَنَّكُمْ وَلَئِنْ كَفَرْتُمْ إِنَّ عَذَابِي لَشَدِيدٌ﴾(۱۵)

ترجمہ: اگر تم شکر ادا کرو گے تو میں تم پر (نعمتوں میں) ضرور اضافہ کروں گا اور اگر تم ناشکری کرو گے تو میرا عذاب یقیناً سخت ہے۔

اور فقیر صابر کو اس کے صبر کرنے پر معیّت کی نعمت کی بشارت سے نوازا گیا ہے جیسا کہ قرآن کریم میں ہے: ﴿ إِنَّ اللَّهَ مَعَ الصَّابِرِينَ﴾[۱۶]

ترجمہ: بے شک اللہ صبر کرنے والوں کے ساتھ ہے۔

ان دونوں مراتب میں کتنا عظیم فرق ہے۔ اس موقع پر قاضی محی الدین کاشانی نے بابا فرید الدین گنج شکر سے سوال کیا کہ: ﴿وَهُوَ مَعَكُمْ أَيْنَ مَا كُنْتُمْ ﴾[۱۷]

'وہ تمہارے ساتھ ہوتا ہے تم جہاں کہیں بھی ہو' اور ﴿إِنَّ اللَّهَ مَعَ الصَّابِرِينَ﴾، خاص ہے۔ اس صورت میں عام و خاص میں کیا فرق ہے؟ تو آپ علیہ الرحمہ نے فرمایا: عام کو محض معیت حاصل ہو گی یعنی صرف وہ جانیں اور دیکھیں گے اور خاص کو جو معیّت حاصل ہو گی وہ حق تعالی کی خاص عنایتوں کے ساتھ ہو گی یعنی اللہ تعالی اُن سے محبت بھی کرے گا اور اُن سے راضی بھی ہو گا۔[۱۸]

۲۔ آیتِ توبہ کی تفسیر

حضرت بابا فرید الدین گنج شکر دورانِ تفسیر جہاں محققانہ و عالمانہ اسلوب اختیار کرتے ہیں ساتھ ہی صوفیانہ اُسلوب بھی اپناتے ہیں اور آیات کے دقائق و غوامض کو واضح فرماتے جاتے۔ آپ کے خلیفہ حضرت خواجہ بدر اسحاق علیہ الرحمہ آپ کی مجلس میں حاضر ہوئے۔ دیگر لوگ بھی آپ کی مجلس میں موجود تھے، حضور بابا فرید الدین گنج شکر نے 'توبہ' کے موضوع پر گفتگو کرنا شروع کر دی اور قرآن کریم کی آیت تلاوت فرمائی:

﴿يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا تُوبُوا إِلَى اللَّهِ تَوْبَةً نَصُوحًا﴾(۱۹)

ترجمہ: اے ایمان والو! تم اللہ کے حضور رجوعِ کامل سے خالص توبہ کر لو۔

اس کے بعد آپ نے اس آیت کی تفسیر کرتے ہوئے فرمایا:

> "توبہ کی چھ اَقسام ہیں۔ اول: دل اور زبان سے توبہ کرنا۔ دوم: آنکھ سے توبہ کرنا۔ سوم: کان کی توبہ، چہارم: ہاتھ کی توبہ، پانچویں: پاؤں کی توبہ اور چھٹی نفس کی توبہ ہے۔ پھر ہر ایک قسم پر مفصّل گفتگو فرماتے ہوئے کہا کہ جب تک بندہ دل سے توبہ کی تصدیق نہ کرے اور زبان سے اقرار نہ کرے تو توبہ درست ہی نہیں ہوتی، اور 'توبۃ النصوح' سے مراد دل کی توبہ ہے۔ یعنی جب توبہ کرو تو اللہ تعالی کی طرف واپس لوٹ آؤ۔ جب دل تمام دنیاوی خرابیوں سے صاف ہو جائے گا تو توبہ شمار ہو گی اور انسان متقی و پرہیز گار ہو جائے گا۔"(۲۰)

اگر ہم بابا فرید الدین گنج شکر کے توبہ کے متعلق بیان کردہ تفسیری نکات کا جائزہ لیں تو ہم پر یہ بات عیاں ہو جاتی ہے کہ آپ علیہ الرحمہ اپنے بیان کردہ تفسیری نکات میں یا تو متقدّمین مفسرین کی عبارات سے استفادہ کرتے ہیں اور کورٹ کرتے ہیں، یا آپ علیہ الرحمہ کی عبارات آپ کے معاصرین اور متأخرین مفسرین کی عبارات سے مشابہت رکھتی ہیں۔ آیتِ توبہ کے ذیل میں ہم چند مفسرین کے اقوال پیش کرتے ہیں جو حضرت بابا فرید الدین گنج شکر کے علمی تبحر کی توثیق کرتے ہیں۔

امام قرطبی اپنی تفسیر میں توبہ کی تفسیر کے متعلق کہتے ہیں:

''أمر بالتوبة وهي فرض على الأعيان في كل الأحوال وكل الأزمان''(۲۱)

''اللہ تعالی نے توبہ کا حکم دیا ہے اور توبہ کرنا عظیم شخصیات پر ہر حال اور ہر وقت میں فرض ہے۔''

اس کے بعد امام قرطبی حضرت قتادہ کا توبہ کے متعلق قول نقل کرتے ہوئے کہتے ہیں کہ:

''النصوح: الصادقة الناصحة، وقيل: الخالصة''(۲۲)

''توبۃ النصوح ایسی توبہ ہے جو سچی اور خیر خواہی پر مبنی ہو۔ نیز یہ بھی کہا گیا ہے کہ توبۃ النصوح سے مراد خالص توبہ ہے۔''

امام قرطبی نے جہاں لفظِ 'توبہ' کی بڑی شرح وبسط کے ساتھ تفسیر فرمائی ہے وہاں توبہ کی اَقسام امام کلبی کے قول کو کورٹ کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ:

''التوبة النصوح: الندم بالقلب، والاستغفار باللسان، والإقلاع عن الذنب، والإطمئنان على أنه لا يعود''(۲۳)

''توبۃ النصوح سے مراد یہ ہے کہ توبہ کرنے والے کا دل شرمندگی محسوس کرے، زبان کے ساتھ استغفار کیا جائے، گناہ سے رُک جائے اور اس بات کا اطمینان ہو کہ (دوبارہ) گناہ کی طرف نہیں لوٹے گا۔''

امام نسفی اپنی تفسیر میں توبہ کے متعلق لکھتے ہیں:

''أن التوبة النصوح أن يتوب ثم لا يعود إلى الذنب''(24)

''بے شک توبۃ النصوح ایسی توبہ ہے کہ آدمی توبہ کرنے کے بعد دوبارہ گناہ کی طرف آمادہ نہ ہو۔''

امام نسفی حضرت عبد اللہ بن عباسؓ کا توبہ کے متعلق قول نقل کرتے ہیں:

''التوبة: هي الاستغفار باللسان والندم بالجنان والإقلاع بالأركان''(۲۵)

''حقیقت میں توبہ یہ ہے کہ زبان سے استغفار کی جائے اور دل سے شرمندگی محسوس ہو اور بدن کے تمام اعضاء گناہوں سے دور رہیں۔''

درج بالا مفسرین کی چند ایک عبارات کو ملاحظہ کیا جائے اور پھر شیخ الاسلام حضرت بابا فریدِ الدین گنج شکر کی لفظِ توبہ کے متعلق تفسیر کو دیکھا جائے تو یہ کہنا مبالغہ نہ ہو گا کہ آپ کے بیان کردہ تفسیری نکات بعینہ مفسرین کے نکات کے ساتھ مشابہت رکھتے ہیں۔

حضرت بابا فرید الدین کا یہ فرمان ''کہ جب تک بندہ دل سے توبہ کی تصدیق نہ کرے اور زبان سے اقرار نہ کرے تو توبہ درست ہی نہیں ہوتی'' حدیثِ نبوی کی ترجمانی کرتا ہے جیسا کہ حضور نبی اکرمa نے ارشاد فرمایا:

''كم من تائبٍ يردُ يومَ القيامة، يظُنُّ أنهُ تائبٌ وليس بتائبٍ، لأنه لمْ يُحْكِمْ أبوابَ التوبةِ''[26]

''قیامت کے دن بہت سے لوگ ایسے ہوں گے جو خود کو تائب سمجھ کر آئیں گے مگر ان کی توبہ قبول نہیں ہوئی ہو گی اس لیے کہ انہوں نے توبہ کے دروازے کو (ندامت پر دوام)' سے مستحکم نہیں کیا ہو گا''۔

۳۔ آیتِ رزق کی تفسیر

خواجہ بدر الدین اِسحاق کہتے ہیں کہ میں ایک روز حضور گنج شکر کی مجلس میں موجود تھا آپ علیہ الرحمہ نے قرآنِ کریم کی آیت ﴿وَمَنْ يَتَّقِ اللَّهَ يَجْعَلْ لَهُ مَخْرَجًا o وَيَرْزُقْهُ مِنْ حَيْثُ لَا يَحْتَسِبُ﴾[۲۷] کے تفسیری نکات بیان کرتے ہوئے فرمایا:

''مشائخ طبقات نے کہا ہے کہ رزق چار اَقسام پر مشتمل ہے: (۱) رزق مقسوم (۲) رزق مذموم (۳) رزق مملوک (۴) رزق موعود۔ رزق مقسوم وہ ہے جو قسمت کے اندر لوح محفوظ میں لکھا جا چکا ہے وہ ضرور بالضرور ملے گا۔ رزق مذموم وہ ہے کہ جو کچھ کھانے پینے کو ملے اُس پر صبر نہ کرے جبکہ اللہ تعالیٰ خود رزق کا ضامن ہے۔ رزق مملوک وہ ہے جو نقدی اور اَسباب وغیرہ جمع کیا جائے یا تجارت کی جائے۔ رزق موعود وہ رزق ہے جس کا وعدہ اللہ تعالیٰ نے نیک لوگوں اور عابدوں سے کیا ہے، یعنی نیک لوگوں کو رزق کے اندیشے سے آزاد کر دیا، کیونکہ اللہ تعالیٰ کا اُن سے وعدہ ہے کہ بن مانگے اُن کو رزق پہنچے گا''[۲۸]

اگر ہم حضور بابا فرید الدین گنج شکر کے آیتِ رزق سے متعلق بیان کردہ تفسیری نکات اور آپ کی بیان کردہ اَقسامِ رزق کا بنظرِ غائر جائزہ لیں تو یہ بات عیاں ہو جاتی ہے کہ حضرت بابا فرید الدین کے بیان کردہ تفسیری نکات اَکابر مفسرین کی آراء کے ساتھ مماثلت رکھتے ہیں۔

امام طبری اپنی تفسیر میں اَقسام الرزق بیان کرنے کے ساتھ حضرت عبد اللہ بن عباس سے ایک طویل روایت نقل کرتے ہوئے کہتے ہیں کہ جب اللہ تعالی نے قلم اور دوات کو پیدا کیا تو قلم کو حکم دیا وہ سب کچھ لکھو جو قیامت تک ہونے والا ہے۔ کون کیسا عمل کرے گا، نیک ہو گا یا فاسق وفاجر ہو گا اور فرمایا:

''رزق مقسوم حلال أو حرام''[29]

وہ رزق جو (بندوں کے درمیان اَزل سے) تقسیم کیا گیا (وہ بندے پر منحصر ہے) کہ حلال طریقے سے کھاتا ہے یا حرام طریقے سے۔

امام محمد بن احمد الغرناطی رزق کی اَقسام کے متعلق کہتے ہیں کہ:

''قال بعض العلماء: الرزق على نوعين، رزق مضمون لكل حيٍّ طول عمره، ورزق موعود للمتقين خاصة''[30]

''بعض علماء نے کہا ہے کہ رزق کی دو اَقسام ہیں: ایک وہ رزق جس کی ہر زندہ کو عمر بھر کے لیے ضمانت دی گئی، دوسرا وہ رزق جس کا متقین وصالحین کے ساتھ وعدہ کیا گیا ہے۔''

بلا شک وشبہ حضرت بابا فرید الدین علیہ الرحمہ اپنے زمانہ کے عظیم مفسر، محقق اور عظیم روحانی صوفی تھے جنھوں نے اپنے علم و عمل اور روحانی تعلیمات کے ساتھ لوگوں کے دلوں کو منور کیا۔

۴۔ سورۃ اِخلاص کی تفسیر

قرآنِ مجید کی تفسیر کرتے ہوئے ہر مفسّر نے اپنی آراء اور نکتہ نظر کو سامنے رکھتے ہوئے تفسیر کی ہے۔ حضرت بدر الدین اسحاق کہتے ہیں کہ میں ایک روز حضرت بابا فرید الدین گنج شکر کی مجلس میں حاضر ہوا تو آپ علیہ الرحمہ نے سورۃ اِخلاص کے تفسیری نکات بیان کرتے ہوئے فرمایا:

''اے درویش! سورۃ اِخلاص میں اللہ تعالی کی وحدانیت بیان ہوئی ہے۔ ﴿قُلْ هُوَ اللهُ أَحَدٌ﴾[۳۱] اس کی صفت ہے۔ جو شخص سورۃ اخلاص کو درست اعتقاد سے پڑھے گا گویا اس نے اللہ تعالی کی تمام صفات بیان کر دیں''[۳۲]

آیئے اَب حضرت بابا فرید الدین گنج شکر کی سورت اِخلاص کے متعلق بیان کردہ تفسیر کو دیگر مفسرین کی بیان کردہ تفاسیر کے ساتھ جائزہ لیتے ہیں۔

امام طبری اپنی تفسیر میں سورۃ اِخلاص کے متعلق تفسیر کرتے ہوئے کہتے ہیں:

''هذه سورة خالصة ليس فيها ذكر شيء من أمر الدنيا والآخرة''(33)

یہ سورت خالصتاً (عقیدہ توحید) پر مشتمل ہے اوراس میں دنیا اور آخرت کے متعلق کسی اور چیز کا ذکر نہیں۔

امام ابو المظفر منصور بن محمد سمعانی اپنی تفسیر میں سورۃ اِخلاص کے متعلق تفسیری نکات بیان کرتے ہیں کہ:

''سميت السورة سورة الإخلاص لأنه ليس فيها إلا وصف الرب عن اسمه وليس فيها أمر ولا نهي ولا وعد ولا وعيد''(34)

سورۃ اِخلاص کا نام اسی وجہ سے سورۃ الاخلاص رکھا گیا ہے کہ اس میں اللہ تعالیٰ کے نام اور صفات کے ذکر کے علاوہ کوئی دوسری شے نہیں۔ اس میں امر ونہی، وعدہ اور وعید سے متعلق احکامات نہیں پائے جاتے۔

امام قرطبی سورت اخلاص کی تفسیر کے متعلق کہتے ہیں کہ:

''إذ القرآن توحيد وأحكام ووعظ و﴿ قُلْ هُوَ اللَّهُ أَحَدٌ﴾فيها التوحيد كله''(35)

جب قرآنِ مجید توحید، احکامات اور وعظ ونصیحت پر مشتمل ہے اور ﴿قُلْ هُوَ اللَّهُ أَحَدٌ﴾ اس پوری سورت میں صرف توحید کا تذکرہ ہے۔

امام جلال الدین سیوطی سورۃ اِخلاص کی تفسیر کرتے ہوئے کہتے ہیں کہ:

''وكذلك في ﴿قُلْ هُوَ اللَّهُ أَحَدٌ﴾لا توجد عبارة تدل على الوحدانية أبلغ منها''(۳۶)

اسی طرح ﴿قُلْ هُوَ اللَّهُ أَحَدٌ﴾ یعنی سورۃ اخلاص کے علاوہ (کوئی اور) ایسی آیت نہیں پائی جاتی جو اللہ تعالیٰ کی وحدانیت پر دلالت کرنے میں اس سے زیادہ بلاغت والی ہو۔

مفسرین کی سورۃ اِخلاص کے متعلق تفاسیر کا بنظر غائر جائزہ لینے کے بعد واضح ہو جاتا ہے کہ حضرت بابا فرید الدین گنج شکر کی سورۃ اِخلاص کے متعلق بیان کردہ تفسیر بالکل متقدمین ومتاخرین مفسرینِ کرام کی تفسیر کے مطابق ہے۔ ہاں یہ بات ضرور ہے کہ حضرت بابا فرید الدین گنج شکر کا

اُسلوب اور انداز بیان انتہائی سہل اور واضح ہوتا ہے کہ سامعین کو کسی قسم کی دقت کا سامنا نہیں کرنا پڑتا تھا۔ یہ بھی آپ علیہ الرحمہ کے کلام کا اعجاز اور خاصہ تھا۔

بابا فرید الدین گنج شکر نے اپنی شاعری میں بھی قرآنی مفاہیم و معانی کو بڑی مہارت سے بیان کیا ہے۔ آپ علیہ الرحمہ ملک الموت کا انسان کی روح قبض کرنے کے متعلق لکھتے ہیں:

جِت دیہاڑے دَھن وَری ساھے لَے لِکھائے
مَلک جو کنّیں سُنیندا، مُونھ وِکھالے آئے(۳۷)

حضرت فرید الدین نے اس شعر کے دوسرے مصرع میں ملک الموت کی آمد اور روح کے قبض کرنے کے لیے استعارہ استعمال کیا ہے۔ کہ جب موت کا وقت آتا ہے تو ملک الموت انسان کی روح قبض کرنے آتا ہے اور کوئی لمحہ آگے یا پیچھے نہیں ہوتا۔

بابا فرید الدین نے اس شعر کا مفہوم قرآن پاک کی اس آیت سے اَخذ کیا ہے۔

﴿وَلِكُلِّ أُمَّةٍ أَجَلٌ فَإِذَا جَاءَ أَجَلُهُمْ لَا يَسْتَأْخِرُونَ سَاعَةً وَلَا يَسْتَقْدِمُونَ﴾(۳۸)

بابا فرید الدین گنج شکر اپنی شاعری میں حقیقتِ دنیا کے متعلق لکھتے ہیں:

کجھ نہ بُجھے، کجھ نہ سُجھّے، دینا گُجھی بھاہ
سائیں میرے چنگا کینا، ناھیں تاں ھنبھی ونجاھاہ(۳۹)

اس آیت میں حضرت فرید الدین گنج شکر نے حقیقتِ دنیا کے متعلق بہت انوکھا پیغام دیا ہے۔ کہ یہ دنیا نہ تو بجھتی ہے اور نہ ہی نظر آتی ہے اور نہ سمجھ میں آتی ہے۔ اللہ کا مجھ پر کرم ہوا کہ اس نے مجھے اس کی آگ سے بچایا ورنہ میں بھی دیگر لوگ جو دنیا دار ہیں، کی مانند حرص و لالچ کی آگ میں جلتا۔

خالقِ کائنات کے نیک بندے جن کی دنیا کی حقیقت معلوم ہے وہ اس دنیا کے پیچھے نہیں دوڑتے۔ یہی اللہ تعالی کے دوستوں کی نشانی ہے۔ بابا فرید الدین نے اپنے اس شعر کا مفہوم قرآنِ کریم کی اس آیت سے لیا ہے:

﴿الَّذِي خَلَقَ الْمَوْتَ وَالْحَيَاةَ لِيَبْلُوَكُمْ أَيُّكُمْ أَحْسَنُ عَمَلًا وَهُوَ الْعَزِيزُ الْغَفُورُ﴾(۴۰)

بابا فرید الدین گنج شکر کا یہ بہترین اَنداز تھا کہ آپ شعری انداز میں اللہ تعالی کے ساتھ جُڑ جانے اور مصاحبت اختیار کرنے پر اپنے ماننے والوں کو زور دیا کرتے تھے۔ آپ فرماتے ہیں:

جے جاناں لڑ چھجّناں، پینڈھی پائیں گنڈھ
تَیں جے وَڈ میں نَہ کُو، سَبھ جگ ڈِٹھا ھَنڈھ [۴۱]

اس شعر میں بابا فرید الدین گنج شکر نے اللہ تعالی کی رسی کو مضبوطی کے ساتھ تھامنے کی نصیحت کی ہے۔یعنی اگر مجھے معلوم ہو تا کہ کپڑے کا کنارہ نرم ہو کر کھُل جائے گا تو مجھے اس کی گرہ مضبوطی کے ساتھ لگانی چاہیے۔یعنی اگر راہِ راست سے بھٹکنے کاڈر ہو تو اللہ کی رسی کو مضبوطی سے تھام لیناچاہیے۔اے میرے رب!عظمت و کبریائی میں تجھ جیسا کائنات میں کوئی بھی نہیں میں نے تمام عالَم کو دیکھ کر آزمالیاہے۔

اس آیت کامفہوم و معنی بابافرید الدین نے قرآنِ پاک کی اس آیت سے اَخذ کیاہے:
﴿وَاعْتَصِمُوا بِحَبْلِ اللّٰہِ جَمِيعًا﴾[۴۲]
"کہ اللہ تعالی کی رسی کو مضبوطی سے تھام لو"

نتائج البحث

۱۔ حضرت بابا فرید الدین گنج شکر اپنے زمانہ کے عالم، مفسر، محدّث اور تعلیماتِ اسلامیہ کے ساتھ ساتھ روحانی تعلیمات کا مرجع اور منبع تھے۔

۲۔ آپ کے اَقوال واَفعال سے بخوبی اندازہ ہو تا ہے کہ صوفیا نہ صرف عبادت الٰہی میں مصروف رہتے ہیں بلکہ اسلامی تعلیمات کے ساتھ لوگوں کے دلوں کو بھی زندہ کرتے ہیں۔

۳۔ حضرت بابا فرید الدین گنج شکر مشائخ چشت کے وہ عظیم صوفی ہیں جو کردار و عمل کے علمبردار تھے اور اُن کا حسنِ عمل ہی لوگوں کے لیے محبت اور وارفتگی کا سبب بنا۔

۴۔ بابافرید الدین گنج شکر نے حضور نبی اکرمa کے اسوہ حسنہ کو لوگوں کے سامنے پیش کیا اور اپنے علم، عمل اور حسنِ کردار کے ذریعے لوگوں کے مردہ دلوں کو زندہ کیا۔

۵۔ بابا فرید الدین گنج شکر نے سرزمین پنجاب میں تبلیغ اسلام اور سلسلہ چشتیہ کے شجرہ کی آبیاری کرنے میں گرانقدر خدمات سرانجام دیں۔

حوالہ جات وحواشی

۱۔ سید صباح الدین عبد الرحمن، تذکرۃ اَولیائے کرام، ۱۹۷۳ء، اَدبستان، لاہور، ص ۹۲

۲۔ چشتی صابری، میاں عبد الحمید، مردانِ حق (چشت اہلِ بہشت)، ۱۹۹۸ء، کوئٹہ، ص ۴۷

۳۔ کپتان واحد بخش سیال چشتی، مقام گنج شکر، ۱۴۱۱ھ، بزم اتحاد المسلمین، لاہور، ص ۱۳۹

۴۔ کرمانی، سید محمد بن مبارک، سیر الاولیاء، (اردو)، ۱۹۹۶ء، شیخ غلام علی اینڈ سنز، لاہور، ص 214

۵۔ عبد الحی بن فخر الدین، نزھة الخواطر وبھجة المسامع والنواظر، (عربی)، ۱۹۹۹ء، دار ابن حزم، بیروت، لبنان، ج ۱، ص ۱۲۸

۶۔ کرمانی، سید محمد بن مبارک، سیر الاولیاء، (اردو)، ۱۹۹۶ء، شیخ غلام علی اینڈ سنز، لاہور، ص ۲۹۹ - 300

۷۔ کرمانی، سید محمد بن مبارک، سیر الاولیاء، (اردو)، ۱۹۹۶ء، شیخ غلام علی اینڈ سنز، لاہور، ص 206

۸۔ امیر علاؤ الدین سنجری، فوائد الفواد، (اردو)، ۱۹۹۲ء، منظور بکڈپو، بلبلی خانہ، دہلی، انڈیا، ص ۱۶۰ -۱۶۱

۹۔ بخاری، ابو عبد اللہ محمد بن اسماعیل البخاری، الصحیح، ۱۹۸۷ء، دار ابن کثیر، بیروت، لبنان، ج ۵، ص ۲۱۷۶، رقم الحدیث: ۵۴۳۴

۱۰۔ کرمانی، سید محمد بن مبارک، سیر الاولیاء، (اردو)، ۱۹۹۶ء، شیخ غلام علی اینڈ سنز، لاہور، ص ۱۶۴

۱۱۔ کرمانی، سید محمد بن مبارک، سیر الاولیاء، (اردو)، ۱۹۹۶ء، شیخ غلام علی اینڈ سنز، لاہور، ص ۲۲۹

۱۲۔ ابن ماجہ، ابو عبد اللہ محمد بن یزید القزوینی، السنن، دار الفکر، بیروت، لبنان، ج ۱، ص ۲۹۸، رقم الحدیث: ۹۲۵

۱۳۔ کرمانی، سید محمد بن مبارک، سیر الاولیاء، (اردو) ۱۹۹۶ء، شیخ غلام علی اینڈ سنز، لاہور، ص ۲۲۸

۱۴۔ کرمانی، سید محمد بن مبارک، سیر الاولیاء، (اردو)، ۱۹۹۶ء، شیخ غلام علی اینڈ سنز، لاہور، ص 230

۱۵۔ سورۃ ابراھیم، 7:14

۱۶۔ سورۃ الأنفال، 46:8

۱۷۔ سورۃ الحدید، 4:57

۱۸۔ کرمانی، سید محمد بن مبارک، سیر الاولیاء، (اردو) ۱۹۹۶ء، شیخ غلام علی اینڈ سنز، لاہور، ص ۱۶۴

۱۹۔ سورۃ التحریم، 8:66

۲۰۔ بدر الدین اسحاق، أسرار الأولیاء، (اردو)، المطبوع: 2005ء، اکبر بک سیلرز، لاہور، ص ۳۵

۲۱۔ قرطبی، ابو عبد اللہ محمد بن احمد الانصاری القرطبی، الجامع لأحکام القرآن، دار الشعب، القاہرہ، مصر، ج 18، ص 197

۲۲۔ ایضا

۲۳۔ قرطبی، ابوعبداللہ محمد بن احمد الانصاری القرطبی، الجامع لأحکام القرآن، دار الشعب، القاہرہ، مصر، ج18، ص198
۲۴۔ نسفی، ابو البرکات عبد اللہ بن احمد بن محمود النسفی، مدارک التنزیل وحقائق التأویل 1998ء، دار القلم الطیب، بیروت، لبنان، ج۴، ص ۲۶۱
۲۵۔ نسفی، ابو البرکات عبد اللہ بن احمد بن محمود النسفی، مدارک التنزیل وحقائق التأویل، 1998ء، دار القلم الطیب، بیروت، لبنان، ج۴، ص ۲۶۱
۲۶۔ بیہقی، ابو بکر احمد بن حسین بن علی بن عبد اللہ، شعب الإیمان ۱۹۹۰ء، دار الکتب العلمیۃ، بیروت، لبنان، ج۵، ص۴۳۶، رقم الحدیث: 7179
۲۷۔ سورۃ الطلاق، ۶۵ / ۲-۳
۲۸۔ بدر الدین اسحاق، أسرار الأولیاء، (اردو) 2005ء، اکبر بک سیلرز، لاہور، ص ۲۹
۲۹۔ طبری، ابو جعفر محمد بن جریر الطبری، تفسیر القرآن، 1405ھ، دار الفکر، بیروت، لبنان، ج ۲۵، ص ۱۵۶
۳۰۔ غرناطی، محمد بن احمد بن محمد الغرناطی، التسہیل لعلوم التنزیل، 140۳ھ، دار الکتاب العربی، بیروت، لبنان، ج۴، ص ۱۲۷
۳۱۔ سورۃ الاخلاص، ۱۱۲:1
۳۲۔ بدر الدین اسحاق، أسرار الأولیاء، (اردو)، 2005ء، اکبر بک سیلرز، لاہور، ص ۵۶
۳۳۔ طبری، ابو جعفر محمد بن جریر الطبری، تفسیر القرآن، 1405ھ، دار الفکر، بیروت، لبنان، ج30، ص347
۳۴۔ سمعانی، ابو المظفر منصور بن محمد بن عبد الجبار، تفسیر السمعاني، 1997ء، دار الوطن، الریاض، المملکۃ العربیۃ السعودیۃ، ج6، ص 303
۳۵۔ قرطبی، ابوعبداللہ محمد بن احمد الانصاری القرطبی، الجامع لأحکام القرآن، دار الشعب، القاہرہ، مصر، ج1، ص111
۳۶۔ سیوطی، جلال الدین عبد الرحمن السیوطی، الإتقان في القرآن، 1996ء، دار الفکر، بیروت، لبنان، ج4، ص418
۳۷۔ بابا فرید الدین گنج شکر، شلوک (دیوان)، ترتیب: خالد حسین، جموں کشمیر، سری نگر بازار، ص:۶
۳۸۔ الأعراف، ۷/34
۳۹۔ بابا فرید الدین گنج شکر، شلوک (دیوان)، ترتیب: خالد حسین، جموں کشمیر، سری نگر بازار، ص:۶

۴۰۔ الملک، ۶۷/ 2

۴۱۔ بابا فرید الدین گنج شکر، شلوک (دیوان)، ترتیب: خالد حسین، جموں کشمیر، سری نگر بازار، ص: ۶

۴۲۔ آل عمران، ۳/ 103